138498 ـ اگر یقین ہو کہ نماز فجر کے لیے بیدار نہیں ہو سکوں گی تو کیا خاوند کا مطالبہ رد کر سکتی ہے ؟

سوال

اگر مجھے یقین ہو کہ اگر خاوند نے ہم بستری کا مطالبہ کیا اور پھر میں نماز فجر کے لیے بیدار نہیں ہو سکوں گی تو کیا میں خاوند کے مطالبہ کو رد کر سکتی ہوں، خاص کر نماز فجر کے وقت ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اگر خاوند اپنی بیوی کو ہم بستری کے لیے بلاتا ہے تو بیوی کے لیے اطاعت کرنا واجب ہے؛ کیونکہ امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جب آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے اور خاوند رات ناراض ہو کر بسر کرے تو صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں "

صحیح بخاری حدیث نمبر (3237) صحیح مسلم حدیث نمبر (1436).

اس لیے یہاں خاوند کی اطاعت واجب ہے، اور نماز کا وقت شروع ہونے سے قبل سونا حرام نہیں، چاہے اس سے کے نتیجہ میں نماز فوت ہو جائے، جیسا کہ مالکیہ اور شافعی حضرات نے بیان کیا ہے.

کیونکہ وقت سے قبل مکلف کو نماز کا نہیں کہا جائیگا لیکن جب یقین ہو جائے کہ وہ نماز کے لیے نہیں اٹھ سکے گا، اور اس نے بیدار کرنے کے لیے بھی کسی کو نہ کہا ہو تو نماز کا وقت شروع ہو جانے کے بعد سونا حرام ہے.

عدوی رحمہ اللہ اجھوری سے نقل کرتے ہیں کہ:

" انسان کے لیے رات کو سونا جائز ہے، اگرچہ اس کا اعتقاد ہو کہ وہ صبح تک سویا رہےگا اور نماز نکل جائیگی؛ کیونکہ وہ ایک جائز امر کو ایسی چیز کے لیے ترک نہیں کر سکتا جو اس پر واجب بھی نہیں.

جیسا کہ باجی نے اصحاب سے نقل کیا ہے، لیکن وقت شروع ہو جانے کے بعد سونے میں گزارش ہے کہ: اگر اسے

یقین ہو کہ یا پھر ظن غالب ہو کہ وہ وقت نکلنے تك سویا رہے گا تو پھر اس کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں " انتہی

یعنی جب نہ تو کسی کو بیدار کرنے کا کہا جائے، اور اٹھنے کا انتظام نہ کیا جائے تو یہ جائز نہیں، اور اگر وقت نکلنے کا شك ہو تو پھر جائز ہے " انتہی

دیکھیں: حاشیۃ العدوی علی الخرشی (1 / 220).

اور دردیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" نماز کا وقت شروع ہونے سے قبل سونا حرام نہیں، چاہے اسے علم بھی ہو کہ وہ سارا وقت سوتا رہےگا، لیکن اگر ظن غالب ہو کہ وقت نکلنے کے بعد تك سویا رہےگا تو پھر وقت شروع ہو جانے کے بعد سونا جائز نہیں ہے " انتہی

دیکھیں: الشرح الصغیر (1 / 233).

اور حاشیۃ الجمل علی منہج الطلاب میں ہے:

" اگر وقت داخل ہونے سے قبل سوگیا تو حرام نہیں چاہے اس کا ظن غالب ہو کہ وہ بیدار نہیں ہو سکےگا؛ کیونکہ ابھی تو وہ اس کا مخاطب بھی نہیں ہے.

اور اگر وقت داخل ہونے کے بعد اس پر نیند غالب آ گئی اور اس فعل پر عزم بھی تھا اور اس نے بندوبست بھی کیا تو پھر اس میں مطلقا حرمت اور کراہت نہیں ہے "

پھر یہاں تك کہتے ہیں:

" اگر علم ہو کہ وہ نیند میں زیادتی نہیں کر رہا، یا پھر اس کی حالت کا علم نہ ہو تو ا یسے شخص کو نماز کے لیے بیدار کرنا سنت ہے.

لیکن اگر علم ہو جائے کہ وہ نیند میں زیادتی کر رہا ہے، مثلا پتہ چل جائے کہ وہ وقت شروع ہونے کے بعد سویا ہے حالانکہ اسے وقت داخل ہونے کا علم تھا اور جانتا تھا کہ وقت میں نہیں اٹھ سکےگا توا یسے شخص کو بیدار کرنا واجب ہے " انتہی

دیکھیں: حاشیۃ الجمل علی منہج الطلاب (1 / 273).

لیکن اس میں شافعیہ کی ایک جماعت نے مخالفت کی ہے:

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہيں:

" اگر نيند غالب آ جائے کہ اسے تميز ہی نہ رہے اور نہ ہی وہ نيند کو دور کر سکتا ہو تو پھر نيند کرنا جائز ہے، يا پھر اس کے ظن غالب ميں ہو کہ وہ بيدار ہو جائيگا، اور نماز اور طہارت کے ليے وقت باقی رہےگا تو پھر جائز ہے، وگرنہ حرام، چاہے وقت داخل ہونے سے قبل ہی ہو، جيسا کہ اکثر نے کہا ہے، اور اس ليے ابو زرعہ کہتے ہيں:

ان لوگوں نے جو کہا ہے يہ اس کے خلاف منقول ہے " انتہی

ديکھيں: تحفة المحتاج (1 / 429).

لہذا اوپر پہلے علماء نے جو بيان کيا ہے اس کے مطابق تو نماز کا وقت داخل ہونے سے قبل سونے پر گنہگار نہيں ہوگا چاہے سارا وقت ہی نيند ميں گزر جائے.

اس ليے جب خاوند آپ کو بلائے تو آپ اس کی ا طاعت کريں، اور نماز کے ليے بيدار ہونے کی کوشش کريں، اور اس کے ليے وسائل اور اسباب مہيا کريں، مثلا الارم لگائيں.

واللہ اعلم .